تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

اطراف الارض

(اَلْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ)

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:116)

کہ اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔ یقیناً اللہ بہت وسعتیں عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے
تجھ سے میں ہوں منور میرا تو تو قمر ہے
تجھ پر مرا توکل در پر تیرے یہ سر ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ

(درثمین)

معزز سامعین! قرآن کریم میں بیان اعداد پر "مشاہدات" کے تحت 15 تقاریر تیار ہو کر ویب سائیٹ پر اپلوڈ ہو چکی ہیں۔ یہ تقاریر / مضامین جُوں جُوں عام ہوئیں اور "مشاہدات" کے کرمفرماؤں کو ملیں. بہت پسند کی گئیں اور بہت قابلِ قدر تبصرے ملے۔ اِن میں سے ایک تبصرہ صرف ایک شعر پر مشتمل تھا جو امریکہ سے ہماری ایک ادیب اور شاعرہ مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ نے بھجوایا۔ وہ لکھتی ہیں:

ہم نے تو ترے ہی لفظوں کا رس چوس کے شہد بنایا ہے
یہ چاشنی پھیلے گی ہر سُو تم اے مرے سلطان! دیکھو گے

یعنی "مشاہدات" کے تحت قرآن کریم، احادیث اور فرموداتِ حضرت مسیح موعودؑ سے رس چوس کر ایک لذیذ اور خوش ذائقہ شہد تیار کیا ہے جو 15 رنگوں میں 15 ہی ذائقوں کے ساتھ دینی، علمی اور روحانی مارکیٹ میں موجود ہے۔ آنمحترمہ نے ہی یہ تجویز دی کہ اب اطرافُ الارض یعنی مشرق، مغرب، شمال اور جنوب پر بھی الگ سے شہد تیار کر دیں۔ اِس حوالہ سے بات ہم مشرق سے شروع کرتے ہیں کیونکہ ایشیائی ممالک میں چاروں سَمتوں کا جب نام لیتے ہیں تو مشرق سے ہی شروع کرتے ہیں اور اِسی جانب سے سورج روزانہ اپنا چہرہ بھی دکھلاتا ہے اور شام کو مغرب کی جانب چُھپ جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں مشرق کو مغرب کے ساتھ 6 بار ملا کر بیان کیا ہے اور 4 دفعہ مَشْرِقَيْنِ اور مَغْرِبَيْنِ کو ملا کر ذکر کیا ہے۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو مشرق اور دو مغرب سے کیا مراد ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورۃ الرحمٰن آیت 18 رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

"اس آیت کریمہ میں دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر ہے حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے انسان کو صرف ایک مشرق اور ایک مغرب کا علم تھا۔ **اس بہت چھوٹی سی آیت میں آئندہ زمانہ کی عظیم الشان دریافتوں کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔**"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں لکھا کہ:

"یہ زمین کے گول ہونے کی طرف اشارہ ہے جس کی وجہ سے دو مشرق اور دو مغرب بن جاتے ہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ سے صیف و شتاء (یعنی گرمی سردی) مراد لی ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 42)

سامعین! قرآن میں مشرق و مغرب کے ذکر کا احاطہ کریں تو سورۃ البقرہ میں چار دفعہ اِن دونوں مشرق و مغرب کا اکٹھا ذکر کیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں بیان اِن چاروں جگہ پر مشرق و مغرب کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں۔ اِن جگہوں میں مسلمانوں کو احکامِ الٰہیہ پر عمل کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ خدا سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ ازدیاد ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت 116 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو گے وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔ گویا دنیا کے ہر طرف اَور ہر جگہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اس لیے تم جدھر بھی منہ کر کے نماز پڑھو گے خدا کو اُدھر ہی پاؤ گے۔ یہ آیت آج کل پاکستان اور دیگر ایسے ممالک میں جہاں احمدیوں کو مخالفت کا سامنا ہے کی ہمت بڑھاتی ہے کہ یہ تمہیں نماز پڑھنے نہیں دیتے، مساجد پر قبضہ کر رہے ہیں۔ اُن کے مینار اور محراب توڑ رہے ہیں تو فکر نہ کرو یہ وقت اللہ والوں پر آتا ہے۔ خوش ہو جاؤ کہ ساری زمین کو آپ لوگوں کے لیے مسجد بنا دیا گیا ہے۔

لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ

"(ان) الفاظ میں اِس طرف بھی اشارہ ہے کہ اسلام کے لیے پہلے مشرق میں پھیلنا مقدّر ہے اور پھر آخری زمانہ کے موعود کی بعثت کے بعد وہ مغرب میں بھی پھیل جائے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 136)

حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ جس طرف تم منہ کرو اُسی طرف خدا کا مُنہ پاؤ گے۔

(نسیم دعوت)

بعض علماءِ اسلام اِس آیت کو البقرہ ہی کی آیت 143 سے منسوخ سمجھتے ہیں۔ جو غلط بات ہے۔ اِس آیت میں نہ قبلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی مسجد کا۔ آیت 143 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کم عقل لوگ ضرور کہیں گے کہ اِن مسلمانوں کو اُن کے قبلہ سے جس پر یہ پہلے تھے کس چیز نے پھیرا دیا ہے۔ جب وہ ایسا کہیں تو اُن سے کہنا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے ایک سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحویل قبلہ کا ذکر یوں فرمایا:

"تحویل قبلہ کا واقعہ مدینہ منوّرہ میں ہوا۔ مکّہ تک کوئی مشکل نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ پر کھڑے ہوتے تھے کہ سامنے کعبہ بھی رہتا تھا اور بیت المقدس بھی۔ یُہودی اس پر خوش ہوتے تھے کہ ہمارے قبلہ کی طرف بھی رخ ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو چند ماہ بعد الہام ہُوا کہ کعبہ کی طرف مُنہ کرو، خواہ بیت المقدس کی طرف سے رخ بدل جائے۔ سو آپ نے ایسا ہی کیا۔ اس پر بیوقوفوں نے اعتراض کیا جس کا جواب ان آیات میں دیا گیا ہے کہ کعبہ اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے لیے مشرق و مغرب برابر ہیں۔"

سامعین! اب مَیں آتا ہوں سورۃ البقرہ کی آیت 178 کی جانب جس میں مشرق و مغرب کا اکٹھا ہی ذکر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں حقیقی نیکی کی تعریف کی ہے۔ اِس میں اللہ تعالیٰ نے گیارہ نیکیاں گنوائی ہیں۔ اِن 11 نیکیوں میں سے اللہ کی محبت میں مال دینے کا جہاں تک تعلق ہے اُس میں 6 ایسے رشتے، دوستیاں اور عزیز و اقارب گنوائے ہیں جن پر یہ مال اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی خاطر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"تمہارا مشرق اور مغرب کی طرف مُنہ پھیرنا کوئی بڑی نیکی ہے لیکن کامل نیک وہ شخص ہے جو اللہ، روزِ آخرت، ملائکہ، (الٰہی) کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لایا اور اس (اللہ) کی محبّت کی وجہ سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کو اور سوالیوں کو نیز غلاموں (کی آزادی) کے لیے (اپنا) مال دیا اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ کو ادا کیا اور اپنے عہد کو جب بھی (کوئی) عہد کر لیں پُورا کرنے والے اور (خاص کر) تنگی اور بیماری میں اور جنگ کے وقت برداشت سے کام لینے والے (کامل نیک) ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (اپنے قول کے) سچّے نکلے اور یہی لوگ کامل متّقی ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت کے تحت تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 350 تا صفحہ 356 میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ اپنے ایمان و ایقان میں اضافہ کے لیے اِن صفحات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضورؓ نے اس میں حقیقی نیکی اور تقویٰ کو مختلف ممالک، مختلف علاقوں اور مختلف ادوار کے اعتبار سے تشریح فرمائی ہے۔ تمام صفحات تو یہاں نہیں دیئے جاسکتے تاہم کچھ حصّہ مَیں آج بیان کرتا ہوں۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

"اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ حقیقی نیکی کس چیز کا نام ہے۔ اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ دنیا میں نیکی اور تقویٰ کے متعلق بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے اور مختلف جماعتوں اور مختلف قوموں اور مختلف زمانہ کے لوگوں کے نزدیک نیکی کی تعریف مختلف رہی ہے۔ غرباء نیکی کی کچھ اَور تعریف کرتے ہیں اور اُمراء کچھ اَور کرتے ہیں۔ پھر ممالک کے لحاظ سے بھی نیکی کی تعریف میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں حاجی بڑے نیک شمار ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک شخص خواہ صوم و صلوٰۃ اور دوسرے احکام شرعی کا کتنا ہی پابند کیوں نہ ہو لوگ اُس کے مقابلہ میں حاجی کو ترجیح دیں گے خواہ اُس نے سفر حج میں اپنے اوقات فضول اور لغو طور پر ہی ضائع کئے ہوں۔ اور حج کرنے کے بعد بھی اپنے اندر کوئی تغیّر پیدا نہ کیا ہو اور صوم و صلوٰۃ کا بھی چنداں پابند نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک ریل کے سٹیشن پر ایک نابینا بڑھیا بیٹھی تھی کہ ایک شخص نے اُس کی چادر اُٹھالی۔ بڑھیا کو جب پتہ لگا کہ چادر غائب ہے تو اُس نے آواز دیکر کہا۔ کہ بھائی حاجی! مجھ غریب کی چادر کیوں لی ہے۔ میرے پاس تو اَور کوئی کپڑا نہیں۔ مَیں تو سردی سے ٹھٹھر کر مر جاؤں گی۔ وہ چادر تو اُس شخص نے لاکر رکھ دی مگر پُوچھا کہ تجھے کِس طرح پتہ لگا کہ مَیں حاجی ہوں۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ ایسے کام حاجی ہی کیا کرتے ہیں۔ اب دیکھو! وہ عورت اُس سے واقف نہ تھی اور نہ اُس کی آنکھیں سلامت تھیں مگر اُس نے پہچان لیا کہ ایسی سنگدلی حاجی میں ہی پائی جاسکتی ہے۔ لیکن باوجود اِس کے پھر بھی عام طور پر ہمارے ملک میں حاجیوں کو بڑا نیک سمجھا جاتا ہے۔ لیکن عرب میں جاؤ تو وہ لوگ حج کو نیکی قرار نہیں دیں گے۔ بلکہ اِن میں نیکی سخاوت کو سمجھا جائے گا۔ وہ لوگ اگر کسی کی نیکی کی تعریف کریں گے تو کہیں گے کہ فلاں شخص بڑا نیک ہے کیونکہ بڑا سخی ہے۔ اِسی طرح اب یورپ میں اسلام پھیلے تو وہاں روزے کو بڑی نیکی سمجھا جائے گا کیونکہ وہ لوگ کثرت سے کھانے پینے والے ہیں۔ پس جب اُن کو کھانے پینے سے رُکنا پڑے گا تو وہ حج اور زکوٰۃ اور نماز وغیرہ احکام شرعی کی بجاآوری کو اعلیٰ نیکی قرار دینے کی بجائے صرف روزہ رکھنے کو سب سے بڑی نیکی قرار دیں گے۔ پھر ہمارے ملک میں یہ بھی بڑی نیکی خیال کی جاتی ہے کہ کوئی شخص نماز کا پابند ہو۔ ایسے شخص کے متعلق بھی لوگ کہتے ہیں کہ بڑا نیک ہے کیونکہ نماز کا پابند ہے۔ لیکن صحابہؓ کے نزدیک کسی شخص کی نیکی کا معیار محض پابندیٔ نماز نہیں تھا۔ کیونکہ وہ لوگ نیکی کے اس اعلیٰ مقام پر کھڑے تھے جہاں صرف پابندیٔ نماز کو بڑی نیکی قرار دینا ایسی ہی بات تھی جیسے کہا جائے فلاں شخص بڑا بہادر ہے کیونکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا ہے یا فلاں شخص بڑا تیز نظر ہے کیونکہ اُس کی ماں جو اس کے پاس بیٹھی تھی اُسے اُس نے پہچان لیا ہے۔ یا فلاں شخص کا معدہ بڑا ہی مضبوط ہے کیونکہ اس نے ایک چنا ہضم کر لیا۔ پس جیسا کہ بہادری، تیز نظری اور مضبوطی معدہ کے یہ معیار نہایت مضحکہ خیز ہیں۔ اِسی طرح صحابہؓ کے نزدیک کسی شخص کی نیکی کا معیار محض پابندیٔ نماز مضحکہ خیز تھا۔ کیونکہ وہ لوگ دین کے لیے بڑی بڑی قربانیاں اور سخت آزمائشوں کو نیکی سمجھتے تھے اور جس شخص میں یہ باتیں زیادہ پاتے تھے اُس کو نیک سمجھتے تھے پس نیک اور نیکی کی تعریف ہر زمانہ ہر ملک اور ہر قوم میں جُدا جُدا اور مختلف رہی ہے۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرق اور مغرب کی طرف مُنہ پھیرنا کوئی نیکی نہیں۔ اگر کوئی شخص قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتا ہے اور اُس کی نماز میں وہ اخلاص نہیں جو حقیقی نماز میں ہوتا ہے تو اُسے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے بھی کچھ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ نیکی مُنہ کے کسی طرف پھیر لینے کا نام نہیں۔ بلکہ **نیکی نام ہے اُس کیفیت کا جو دل کے اندر پیدا ہوتی ہے اور ظاہری حرکات اُس کیفیت کا ایک نشان ہیں**۔ پس اگر اِن ظاہری حرکات میں وہ چیز نہیں جس کا دل سے تعلق ہے تو یہ ظاہری حرکات کچھ چیز نہیں۔ محض قبلہ کی طرف رُخ کرنا یا نماز پڑھنا یا روزہ رکھنا یا حج کرنا۔ یہ تمام باتیں دلی کیفیت نہ ہونے کے باعث ہیچ ہو جاتی ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 350-352)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا کہ:

"تم مشرق و مغرب کو فتح کر رہے ہو۔ یہ نیکی نہیں نیکی تو اُس وقت ہو گی جب اس کی فتح مندی کے ساتھ اللہ پر تمہارا ایمان ہو۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 296)

سامعین! پھر سورۃ البقرہ کی آیت 259 میں مشرق و مغرب کے الفاظ مشترکہ طور پر استعمال فرمائے ہیں۔ اِس میں پھر خدا کی خدائی اور اللہ کی یکتائی کا ذکر بہت ہی اچھوتے رنگ میں کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام توحید پرست تھے اور اِس اپنے عقیدہ کی بدولت اپنوں اور غیروں کی طرف سے بہت تکلیف میں سے گزرے۔ سورج پرستی

کرنے والے آپ کے ایک مخالف نمرود نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ تیرا ربّ اگر زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے تو یہ کام تو مَیں بھی کر لیتا ہوں۔ جس پر حضرت ابراہیمؑ نے ایک انوکھی دلیل اُس کے سامنے رکھ دی کہ میرا خدا سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تُو اِسے مغرب سے نکال کر دکھلا۔ جس پر وہ پریشان ہو کر رہ گیا۔ حالانکہ یہ اُس کے لیے آسان تھا، کیونکہ وہ سورج کی پوجا کرتا تھا۔ یہ واقعہ طالمود میں بھی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

سامعین! اب آئیں جائزہ لیں اُن دو مقامات کا جو سورۃ البقرہ کے علاوہ ہیں جن میں مشرق و مغرب کو مشترک طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اِن دونوں مقامات میں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کہہ کر پکارا گیا ہے۔ کہ اسلام کا جو رَبُّ الْعَالَمِیْن ہے وہی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ہے۔ سورۃ الشعراء آیت 29 اور اس کے سیاق و سباق میں ایک دلچسپ مکالمہ کا ذکر ہے۔ جو فرعون اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان ہوا تھا۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ یہ رَبُّ الْعَالَمِیْن کون ہے۔ جس پر موسیٰؑ نے کہا کہ آسمان و زمین اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے اُن کا رَبّ ہے۔ یہ تمہارا بھی ربّ ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی رَبّ تھا پھر فرمایا رَبُّ الْعَالَمِیْن وہی ہے جو مشرق کا بھی ربّ ہے اور مغرب کا بھی اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے اُن کا بھی رَبّ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المزّمّل آیت 10 میں بھی مشرق و مغرب کا ربّ کہہ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہے کہ اِس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

آئیں! اب تقریر کے دوسرے حصّہ میں داخل ہوتے ہیں۔ مَشْرِقَیْنِ، مَغْرِبَیْنِ اور اَلْمَشَارِقِ والْمَغَارِبُ کا دلچسپ ذکر کریں۔ سب سے پہلے سورۃ المعارج آیت 41 کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ مَیں اِس قرآن کو نازل کرنے والے مشرق و مغرب کے ربّ کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اِس آیت کو اگلی آیت کے ساتھ ملا کر یہ فٹ نوٹ تحریر فرمایا ہے:

”ان آیات کریمہ میں بھی مشارق و مغارب کے ربّ کو گواہ ٹھہرایا گیا ہے یعنی پیشگوئی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب کئی قسم کے مشرق و مغرب انسانی محاوروں میں استعمال ہونے لگیں گے جیسے مشرقِ وسطیٰ، مشرقِ قریب، مشرقِ بعید وغیرہ۔

دوسرے اس میں یہ حیرت انگیز نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو انسانوں سے بہتر مخلوق اس دنیا میں لے آئے۔“

(فٹ نوٹ: صفحہ 1076)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اِن آیات کے تحت اُن مشرکین اور کفار کو مخاطب ہو کر بتایا ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دینی کاموں اور توحید باری تعالیٰ سے روکنے کے لئے سمجھانے کی غرض سے آئے تھے کہ

”اللہ تعالیٰ نے انہیں سمجھایا ہے کہ ہم تو مشرق و مغرب کے مالک ہیں۔ جس طرح یہ لوگ مکّہ میں بڑے بنے ہوئے تھے۔ اُن جیسے ہم اور بڑے بڑے آدمی بنانے پر قادر ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہاں اہل عرب کے گمان میں تھا کہ ابو بکرؓ بڑا آدمی بن جائے گا اور حضرت عمر رضی اللہ اتنے بڑے بادشاہ ہو جائیں گے۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 211)

اِسی کی تائید میں ایک مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت 138 میں حضرت موسیٰؑ کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰؑ کی ضعیف اور کمزور سمجھے جانے والے قوم کو فلسطین کے مشرقی اور مغربی حصّوں کا وارث بنا دیا۔ ہم نے اُن کے ہر کام میں برکت رکھ دی اور اُن کے حق میں کئے گئے وعدوں کو پورا کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اِس اصول کو باقی انبیاء پر بھی لاگو فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کے قبیلے کمزور اور ناتواں ہوتے ہیں اور وہ پھر غلبہ پاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے قسیٔ القلب دشمن کہاں گئے اور آنحضورؐ کے متعلق لکھا کہ

”ہم نے انہی لوگوں کو جنہیں وہ ضعیف سمجھتے تھے۔ زمین (مکّہ) کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنایا۔“

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 278)

سامعین! ابھی تک ہم بات کر رہے تھے قرآن کریم میں مشرق و مغرب اور مشرقین و مغربین کے ایک جگہ پر آنے کے۔ سورۃ الزخرف آیت 39 میں مَشْرِقَیْنِ کو الگ سے استعمال فرمایا ہے مگر بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مشرق و مغرب کے درمیان فاصلے کا لیا ہے۔

پیارے بھائیو! ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ مَشَارِق سے دو مشرق مراد ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصّٰفّٰت آیت 6 میں رَبُّ الْمَشَارِق کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جس کے معنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کئے ہیں کہ "تمام روشنی کے طلوع کرنے کی جگہوں کا بھی" اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے "شروقِ نور کے حصّوں کا نام ہے۔ تمام نوروں کا سرچشمہ وہی ربّ ہے" کیا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 169)

اِن معنوں کی تائید قرآن کریم میں سورۃ الزّمر آیت 70 سے بھی ہوتا ہے۔ فرماتا ہے:

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

یعنی زمین اپنے ربّ کے نُور سے روشن ہو جائے گی اور کتاب سامنے رکھ دی جائے گی اور نبیوں اور دُوسرے گواہوں کو حاضر کیا جائے گا۔ پھر اُن تمام انسانوں کے درمیان پُورا پُورا سچائی کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس آیت کو سیاق و سباق کے حوالہ سے دیکھیں تو آخری روز کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ مگر اِس کے ایک اَور اہم معنی ہیں۔ جب انبیاء کی آمد کے بعد زمین نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہو جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے دنیا بھر کے تمام جامعات کی عمارتوں پر یہ آیت نصب کی ہوئی نظر آتی ہے۔ (ماسوائے جامعہ احمدیہ ربوہ کے جہاں نام نہاد مولویوں نے یہ آیت اُتروادی ہے) جس کے معنی ہیں کہ اِن کے اندر جو طلبہ قرآن کے نور سے منوّر ہو رہے ہیں اُس نور سے زمین روشن ہو جائے گی۔

سامعین! گو اللہ تعالیٰ نے مشرق کے مادّہ سے شَرْقِیًّا اور شَرْقِیَّۃً کے الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔ تاہم انہیں طوالت کے سبب سے چھوڑتے ہوئے الْاِشْرَاقِ کے لفظ کو بیان کر کے اپنی تقریر کو سمیٹتا ہوں۔ سورۃ صٓ آیت 19 میں فرماتا ہے۔ جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے پہاڑ کے رہنے والے لوگوں کو اس کے تابع کر دیا تھا اور وہ شام اور صبح تسبیح میں لگے رہتے تھے۔

"اشراق" کے نام سے اسلام میں ایک نفلی عبادت بھی ہے۔ جس کے بارہ میں فقہ احمدیہ (جلد اوّل) حصّہ عبادات میں لکھا ہے کہ نیزہ بھر سورج نکل آنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا اشراق ہے۔ یہ دو نیزے تک جاری رہتی ہے۔ دو رکعات سے زیادہ رکعات بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

معزز سامعین! آج کی تقریر کے عنوان میں ایک لفظ "اَلْمَغْرِبُ" بھی ہے۔ جس کا ذکر میری گزشتہ گزارشات میں ہوتا آیا ہے۔ جس طرح ہم سن آئے ہیں کہ مشرق و مغرب کا جو ملاپ کے ساتھ ذکر ہے وہاں مَشْرِقَیْن الگ سے استعمال ہوا ہے۔ اِسی طرح "مغرب" کے الفاظ بھی سورۃ الکہف آیت 87 میں علیحدہ سے استعمال ہوا ہے۔ ہم اوپر سن آئے ہیں کہ مَشْرِقَیْن کو الگ سے جہاں اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمایا وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کا ترجمہ مشرق و مغرب فرمایا ہے۔ اِسی طرح جہاں مغرب کا لفظ الگ سے استعمال ہوا ہے یعنی سورۃ الکہف آیت 87 میں وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا کہ

"اس (یعنی ذوالقرنین) کے مشرق و مغرب کے سفروں کا ذکر اِن آیات کریمہ میں ملتا ہے۔"

سامعین! مغربین کے مادہ سے تعلق رکھنے والے الفاظ قرآن کریم میں غَرْبِ، غَرْبِیَّۃَ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ لیکن جو مضمون مَیں بیان کرنے جا رہا ہوں۔ اُس کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے غَرِبَتْ، تَغْرُبُ اور اَلْغُرُوْبُ الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غروب کے حوالے سے سورۃ ق آیت 48 میں یہ سبق دیا کہ سورج نکلنے سے پہلے یعنی صبح اور سورج ڈوبنے سے پہلے یعنی مغرب اپنے ربّ کی تسبیح کیا کرو۔ اِس تسبیح کے تسلسل کے لئے نماز مغرب رکھی گئی ہے۔ جو رات چھا جانے سے قبل ادا کی جاتی ہے۔ مغرب کی نماز کی رکعات طاق ہونے کے ناطے دن کی نمازوں کی رکعات کو طاق کرتی ہیں اور وتر کی رکعات رات کی عبادات کو طاق کرتی ہیں۔

(بتعاون: منہاس محمود۔ جرمنی)